لُغت نگاری کے مراحل

ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام *
Muhammad Rafique-ul-Islam

ABRSTCT:
The level of development of a language can be judged from the vastness, universality and variety of its vocabulary. The organization of this vocbulary in a specific way, elucidation of thier meaning and connotations is called lexicography.Although, it is a practical impossibility to comprehend all the verbs, idioms and proverbs of a language, dating from its incipience to the time of its lexicalization,yet a period of evolution of a language can be demarcated and its vocabulary can be lexicalized as well as elucidated. This elucidation of language items requires a specific arrangement.This artical is meant to comprehend the stages of lexicographical compilation.

زبانیں لفظوں سے بنتی، بڑھتی، نشو ونما پاتی اور پھلتی پھولتی ہیں۔ لفظ ہی زبانوں کا سرمایہ اور مال و متاع ہوتے ہیں۔ الفاظ؛ آوازیں، سُر، آہنگ اور شکل و ہیت تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات ان کے معنی و مفاہیم میں تبدیلیاں بھی واقع ہوتی رہتی ہیں اور گردشِ زمانہ کے ساتھ یہ نئے مطالب کا لبادہ اوڑھے انسانی حیات میں شریکِ عمل رہتے ہیں۔ لفظوں کی یہ اہمیت زبانوں سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ انہیں محفوظ کریں۔ کسی خاص زمانے میں جو اس کے معنی رہے ہیں ان کو قلم بند کریں۔ اور اس لفظ کو ہمیشہ کے لیے اس زبان کی تاریخ کا حصہ بنادیں۔ اس اہم کام کو سرانجام دینے کے لیے جو فن وجود میں آیا ہے وہ لغت نگاری کہلاتا ہے۔ لُغت کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر خلیل صدیقی رقم طراز ہیں:

> "اُردو میں لفظ لغت کلمے یا لفظ کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور اس کتاب کے لیے بھی جو کسی زبان کے الفاظ کی زیادہ سے زیادہ تعداد اور ان کے معانی و مطالب پر مشتمل ہو اور جس میں الفاظ ابتدائی حروف کو مد نظر رکھتے ہوئے حروف ہجا کی ترتیب کے مطابق مرتب کیے گئے ہوں جسے انگریزی میں ڈکشنری اور کلاسیکی فارسی میں فرہنگ سے موسوم کیا جاتا ہے۔"(۱)

کسی بھی زبان کی ترقی کے معیار کا اندازہ اس کے ذخیرۂ الفاظ کی وسعت، ہمہ گیری اور تنوع سے ہوتا ہے۔ اس ذخیرۂ الفاظ کو کسی خاص ترتیب سے منضبط کرنے اور ان کے معانی اور

☆ صدر شعبہ اُردو، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولنگر کیمپس

مفاہیم و مطالب کی وضاحت کرنے کا نام لغت نگاری ہے۔ اگرچہ کسی زبان کی لغت میں اس زبان کے آغاز سے زمانہ اندراج تک کے تمام کلموں، محاوروں اور کہاوتوں وغیرہ کو سمیٹ لینا عملاً ممکن نہیں ہوتا تاہم کسی دور کا تعین کر کے اس دور کے سرمایہ الفاظ کی فہرست اور وضاحت کی جا سکتی ہے۔ لغت نگاری کے فن کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر گیان چند جین لکھتے ہیں:

"لغت سے متعلق دو علوم ہیں یا ایک ہی علم کے دو پہلو ہیں ۔ پہلے کو "Lexicology" کہتے ہیں۔ اردو میں اس کا ترجمہ علم اللغات یا لغاتیات ہو سکتا ہے۔ یہ نظریاتی شاخ ہے جس میں لغت تیار کرنے کے مسائل پر غور کیا جاتا ہے۔ اس کی عملی شاخ کو Lexicography کہتے ہیں۔"(۲)

زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضے، خلائی دوڑ، جدید مخترعات و ایجادات، انسانی ارتقاء، سائنسی انکشافات اور ثقافتی لحاظ سے مختلف تہذیبوں کے میل جول سے نئے الفاظ جنم لیتے ہیں اور اسی طرح بہت سے الفاظ متروک قرار دے دیئے جاتے ہیں۔ تغیر و ثبات کا تعلق صرف الفاظ تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ ضرب الامثال اور مختلف محاورات بھی حالات اور واقعات و حوارث کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ چناں چہ قدیم الفاظ و محاورات کا وہ ذخیرہ جو کسی قوم اور زبان کے اسلاف کا قابل قدر ورثہ ہوتا ہے وہ لغت میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ لغت اور زبان کے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

"لغت اور زبان جام و مینا کی مانند ہیں ناممکن ہے کہ زبان ہو، اس کے مخصوص الفاظ یا اصطلاحات ہوں، ذخیرہ الفاظ ہو، مگر ان سب کو یک جا کرنے والی لغت نہ ہو۔"(۳)

لغت علم لسانیات کا ایک شعبہ ہے۔ جس میں ہر لسانی مد کا خصوصی اور مختلف توضیحی اعتبار سے بیان کیا جاتا ہے۔ جن لسانی مدوں کے مختصات، لغت میں توجہ کا مرکز بنتے ہیں وہی صوتیات اور فونولوجی گرامر میں بحث کا موضوع بھی بنتے ہیں۔ لغت نویسی کا تعلق اجزائے زبان یا صوتی مرکبات کی تخصیصی تجرید یا معنیات سے ہے۔ معنی یا مفہوم کے تعین یا منطقی مروجہ معنی کے ارتباط کی تعمیم نہیں کی جاتی اور دوسرے ارکان کو شامل نہیں سمجھا جاتا۔ اس معاملے کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر خلیل صدیقی آر-ایچ-روبنسن کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"دوسرے تجربی علوم کی طرح لسانی تجزیے میں بھی زیر مطالعہ مواد کے عناصر کی مختلف سطح پر تجرید کی جاتی ہے اور اس حوالے سے توضیح و توجیہ کی جاتی ہے۔ تعمیم کے لحاظ سے تجرید کے کئی درجے ہوتے ہیں۔ مثلاً پائوں، اسم اور کلمہ، تینوں الفاظ تجرید کا

نتیجہ ہیں۔ پہلے میں ارکان کی شمولیت یا عمومیت کم ہے، دوسرے میں زیادہ اور تیسرے میں اس سے بھی زیادہ "(۴)

لغت نگاری کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو اس کی ابتدا قدیم ہند سے نظر آتی ہے۔ اب تک دریافت ہونے والی دنیا کی سب سے پہلی لغت "نگھنٹو" ہے جو ہندو مینوں نے "ویلا" کی تفہیم کے لیے مرتب کی تھی۔ یہ ان کی کئی نسلوں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ بعد ازاں اس کی شروحات مرتب کی گئیں اور اس پر اضافے بھی کیے گئے۔ یونان میں بھی لغت نگاری کا رواج رہا۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں یونانی دانش ور ہومر اور دوسرے کلاسیکی شعرا کے کلام کے مشکل الفاظ کی فہرست تیار کر کے، ان کی تشریح کر دیتے تھے۔ لغت نگاری کا یہ سلسلہ ہر زمانے اور تقریباً ہر لکھی جانے والی زبان میں، کسی نہ کسی صورت میں رائج رہا ہے اس کے پس پشت محرکات زیادہ تر مذہبی تھے۔ انگلستان میں آٹھویں صدی میں لاطینی بائبل کی سطروں کے درمیان اینگلو سیکسن الفاظ لکھ دیئے جاتے تھے، بعد میں انہی الفاظ کی فہرست مرتب کر لی گئی۔ اس طرح لاطینی اینگلو سیکسن لغت تیار ہوئی۔ انگریزی لغات مین تین ڈکشنریاں بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ جانسن، ویبسٹر اور آکسفورڈ۔ اُردو لغت نویسی کی تاریخ میں فرہنگ آصفیہ، امیر اللغات اور نور اللغات زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔

عہدِ عالم گیری میں مرتب کردہ عبدالواسع ہانسوی کی لغت، غرائب اللغات کو اُردو کی پہلی لغت قرار دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے لکھا ہے:

"اگرچہ غایت اور مقصد کے اعتبار سے تو نہیں مگر اُسلوب اور فائدے کے لحاظ سے ہم عبدالواسع ہانسوی کی لغت "غرائب اللغات" کو اُردو کی پہلی باقاعدہ لغت قرار دے سکتے ہیں۔"(۵)

اُردو دنیا میں دو لغات زیادہ قابل قدر سمجھی جاتی ہیں۔ ایک ایس ڈبلیو فیلن کی ہندوستانی انگریزی ڈکشنری جو ۱۸۸۳ء میں مولوی سید احمد دہلوی کے تعاون سے ترتیب پائی اور شائع ہوئی اور دوسری پلیٹس کی لغت "اے ڈکشنری آف اُردو، کلاسیکل ہندی اینڈ انگلش" ہے جو ۱۸۸۴ء میں مکمل ہوئی۔ بعد کے بہت سے لغت نگاروں نے ہر دو لغات سے اُسلوب اور متن کے حوالے سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے۔

کسی بھی زبان کی لُغت، اِس زبان کے بولنے والوں کے مزاج اور افکار کا آئینہ دار ہوتی ہے۔ اِس کی عمومیت اور ہمہ گیری مسلم ہے کہ اِس سے ہر شخص کو سروکار ہوتا ہے۔ عالم، عامی،

موّرخ، محقق، انشاء پرداز، شارح، ادیب، سائنس دان، غرض ہر شخص کو لغت سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے اِس کو مختلف اقسام میں منقسم کیا جاتا ہے۔

1۔ عام لغت	2۔ تاریخی و اشتقاقی لغت
3۔ تقابلی لغت	4۔ تحقیقی لغت
5۔ شعبہ جاتی لغت	6۔ جغرافیائی لغت

لغت جہاں موئلف کی شہرت کی ضامن ہوتی ہے۔ وہاں سب سے زیادہ ہدف ملامت بھی اِس کا موئلف ہی بنتا ہے۔ کیوں کہ لغات اپنے حدود اور مقاصد کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں اور استفادہ کرنے والا اپنے مسئلے کا حل ایک ہی لغت کے ذریعے چاہتا ہوتا ہے۔ اس لیے جب تلاش بسیار کے بعد ناکام ہوتا ہے تو موئلف ہی کو مورد الزام ٹھہراتا ہے۔

لغت نگاری نہایت ہی مشکل کام ہے۔ یہ وہ کوہِ گراں ہے کہ جس سے راستہ بنانے میں لغت نگار کو دانتوں پسینا آجاتا ہے۔ لغت میں لغت نگار کو خیالات و معانی جیسی غیر مری اشیاء کی تصویریں پیش کرنا ہوتی ہیں اور یہ آسان کام نہیں۔ لغت نگاری کی مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے شان الحق حقی لکھتے ہیں:

> ''لُغت ہر زبان کی ایک بنیادی و علمی ضرورت ہے لیکن تدوین لغت کا حق ادا کرنا، ہفت خواں طے کرنے سے کم نہیں۔ اس لیے کہ زبان افراد کی دسترس سے بدرجہا متجاوز معاشرے کے تمام طبقات، تمام سرمایہ ادب بلکہ تاریخی ادوار تک پر محیط ہوتی ہے۔ تشریح و استقصائے معانی سے لے کر اشتقاق تک ہر لفظ ایک تحقیقی مسئلے کا حکم رکھتا ہے جس سے عہدہ بر آ ہونا آسان نہیں۔''(٦)

لُغت نگاری کا کام جس قدر مشکل اور اہم ہے اسی قدر احتیاط اور ترتیب کا تقاضا بھی کرتا ہے۔ اس بڑے اور اہم کام کو مرحلہ وار ترتیب سے سرانجام دینا بھی ضروری ہوتا ہے ذیل میں ہم لغت نگاری کے مختلف مراحل کا تذکرہ کریں گے۔

(ا) الفاظ کی جمع بندی

لُغت لفظیات کا مجموعہ ہوتی ہے۔ اِس لیے الفاظ کی جمع بندی پہلا مرحلہ ہوتا ہے۔ اگر کسی زبان کی پہلی لغت مرتب کی جارہی ہو تو اس کے لیے اہل زبان سے سن سن کر لفظ جمع کرنے ہوں گے۔ جائزے اور مشاہدے سے تمام الفاظ جمع کرنا تقریباً ناممکن سا ہے۔ اگر اس زبان میں کوئی تحریر

ی ادب ملتا ہے تو اس ادب کی لفظیات کو لے لیا جائے گا۔ اگر کسی ایسی زبان کی لغت مرتب کی جا رہی ہے جس میں پہلے سے لغت موجود ہے تو اس کے لیے لفظ تین ذرائع سے حاصل کرنا ہوں گے۔

ا۔ پہلے سے موجود لغات کے ذریعے سے

ب۔ تحریر کردہ اَدب کو چھان پھٹک کر

ج۔ اہل زبان کی تقریر سن کر

لُغت نگاری کے اس پہلے مرحلے یعنی انتخاب الفاظ اور لفظوں کی جمع بندی سے متعلق مسعود حسین خان لکھتے ہیں:

"لغت نویس کو سب سے پہلے الفاظ کا تعین کرنا پڑتا ہے۔ اس کو فیصلہ کرنا ہے کہ کون سے الفاظ اسے اپنی لغت میں داخل کرنے ہیں۔ اندراجاتِ لغت کا دارومدار اس پر ہوگا کہ لغت نویس کے سامنے مقصد کیا ہے؟ وہ بچوں کے لیے لغت مرتب کر رہا ہے یا بالغوں کے لیے۔ عام لغت ہے یا خاص لغت"۔(۷)

اِس موقع پر اِس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ عام الفاظ کے تعین و انتخاب اور مروجہ و متروک الفاظ میں حدِ فاصل کا فیصلہ لغت نگار کی وسعتِ معلومات، مطالعے، تجزیے، مشاہدے، وسعتِ نظر، تحقیق و تدقیق کے رُجحان، حوالہ جات و شواہد وغیرہ پر مبنی ہوتا ہے اور سبھی کا اس فیصلے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہوتا۔ ہر شخص کا علم الفاظ اور متروکات کا تصور مختلف ہو سکتا ہے۔ اس میں ذاتی مطالعے، مزاج و شغف، کاروبار یا پیشے، ماحول، علاقائی اور تہذیبی وابستگی کار فرما ہوتی ہے۔ لغت نگار کو انتخاب الفاظ کے موقع پر لفظ کا مادہ معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ پروفیسر خلیل صدیقی لکھتے ہیں:

"کسی زبان کی لغت میں اس زبان کے آغاز سے زمانہ اِندراج تک کے تمام کلموں، محاوروں، کہاوتوں وغیرہ کو سمیٹ لینا عملاً ممکن نہیں ہے۔ تاہم کسی قدیم دور کا تعین کر کے اس کے بعد کے سرمایہ الفاظ کی فہرست اور وضاحت کی جا سکتی ہے اور دخیل الفاظ کے اصل سرچشموں اور ان الفاظ کے صوتی و معنیاتی سفر کی روداد کا حوالہ دیا جا سکتا ہے"۔(۸)

اِنتخاب الفاظ کے اِس مرحلے پر سرمایہ الفاظ کو محدود کرنا اور سب کے لیے قابل قبول انتخاب بہت دشوار ہوتا ہے۔ الفاظ کی کئی قسمیں، نوعیں اور سطحیں ہوتی ہیں۔ بہت سے الفاظ روزمرہ اور بامحاورہ زبان سے تعلق رکھتے ہیں۔ بول چال کے سبھی الفاظ اَدب میں جگہ نہیں پاتے۔

بہتوں کو فصحا در خورِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ ایسے اَلفاظ بھی ہوتے ہیں جنہیں صرف علمی یا ادبی ہی سمجھا جاتا ہے۔ بعض اوقات علمی اور سائنسی الفاظ ہی بول چال کا حصہ بن گئے ہوتے ہیں اور بعض اوقات عامیانہ اور سوقیانہ الفاظ بھی ادب میں راہ پا لیتے ہیں۔ بعض اوقات تکنیکی اور پیشہ وارانہ الفاظ اور اصطلاحات بھی زبان کا حصہ بن جاتے ہیں۔ لغت نگار کے لیے ان سب میں فرق کرنا اور اندراج کے لیے انتخاب اور حیثیت متعین کرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے بقول:

"ایک عام لغت میں ہر لفظ کے متعلق یہ بتانا ہوگا کہ وہ کب؟ کس طرح؟ اور کس شکل میں؟ اُردو زبان میں آیا اور اس کے بعد اور اس وقت سے تاحال اس کی شکل و صورت اور معانی میں کیا تغیرات ہوئے؟ اِس کے کون کون سے معانی متروک ہو گئے؟ اور کون کون سے اب تک باقی ہیں؟ اِن تمام امور کے لیے زبان کے ادیبوں کے کلام سے نظائر پیش کرنے ہوں گے۔ ہر لفظ کی اصل تحقیق کرنی ہوگی یعنی یہ بتانا ہوگا کہ یہ کس زبان کا لفظ ہے؟"(۹)

(۲) ترتیبِ اَلفاظ

اَلفاظ کی جمع بندی کے بعد لغت نگاری کا دوسرا اور اہم مرحلہ ترتیبِ اَلفاظ کا ہوتا ہے۔ کیوں کہ لغت پڑھنے کی کتاب نہیں ہوتی بلکہ حوالے کی کتاب ہوتی ہے اس لیے اس کے اندراج ایسے ہونے چاہیں کہ ضرورت پڑنے پر مطلوبہ لفظ با آسانی مل سکے۔

لغت نگاری کے اس مرحلے پر حروفِ تہجی کی ترتیب سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ترتیب پہلے حروف ہی پر نہیں بلکہ جملہ حروف پر نظر رکھتی ہے۔ اب تمام لغات اسی ترتیب سے مدون ہوتی ہیں۔ ماضی میں فارسی کی قدیم لغات میں لفظ کے پہلے اور آخری حرف کو پیشِ نظر رکھ کر لفظوں کے گروہ ترتیب دیئے جاتے تھے۔ یہ کافی دقت طلب تھا، ہندوستانی زبانوں کی بعض قدیم لغات میں صرف پہلے حرف کی ترتیب سے لفظوں کو لکھ دیا جاتا تھا۔ اس میں قباحت یہ تھی کہ اگر ایک حرف سے ہزاروں الفاظ بنتے تھے تو ایک لفظ کو کھوجنے کے لیے ہزاروں الفاظ کو کھنگالنا پڑتا تھا۔ بعد میں لفظ کے دوسرے حرف کو بھی پیشِ نظر رکھا جانے لگا اور اس کے بعد تمام حروف کو شامل کر لیا گیا۔ ڈاکٹر گیان چند جین ترتیب الفاظ کا ایک منفرد طریقہ بیان کرتے ہیں:

"صوت رکنوں کی تعداد کے مطابق بھی لفظوں کی گروہ بندی کی جاتی ہے۔ قدیم ہندوستانی زبانوں کی یک صوت رکنی لغت ملتی ہے۔ بعض زبانوں میں سب سے پہلے

ایک صوت رکن کے الفاظ درج کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد دو ارکان اور پھر تین ارکان والے، پھر علی الترتیب اور زیادہ ارکان والے۔"(۱۰)

سُر والی زبانوں میں سُر کے لحاظ سے بھی الفاظ کا اندراج کیا جاتا ہے۔ بعض لغات میں مادہ اور مشتق کی رو سے گروہ بندی کی جاتی ہے یعنی ایک مادہ دے کر اس کے تمام مشتقات درج کر دیئے جاتے ہیں۔ بعض اوقات خیال و مفہوم کے اعتبار سے بھی لفظوں کے گروہ قائم کیے جاتے ہیں۔ اِس میں دشواری یہ ہوتی ہے کہ کوئی بھی دو آدمی اتفاق نہیں کریں گے کہ کس قسم کے لفظ کو مقدم اور کس کو موخر لکھا جائے گا۔ مثلاً پہلے فلسفیانہ لطیف الفاظ ہوں یا روز مرہ ضروریات کے الفاظ، اعضائے جسمانی کے نام مقدم ہوں یا پیشوں اور حرفوں کے نام یا کچھ اور سنسکرت کے امر کوش میں الفاظ کو مصنوعی زمروں کی بناء پر درج کیا گیا ہے۔

بعض اوقات قواعدی گروہوں کے لحاظ سے لفظوں کو تقسیم کیا جاتا ہے یعنی اسما ایک جگہ، صفات دوسری جگہ، افعال تیسری جگہ۔ عربی میں مادے کی تعریفی شکل کے لحاظ سے بھی لفظوں کی گروہ بندی کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر باب استفعال کے الفاظ ایک جگہ تو تفعیل کے دوسری جگہ۔ اس قسم کی کتابیں لغت اور قواعد دونوں کا امتزاج ہوتی ہیں۔

(۳) اندراجِ الفاظ

ترتیبِ الفاظ کے بعد باقاعدہ لغت نگاری کا مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر الفاظ کا اندراج کیا جاتا ہے۔ لفظوں کو ترتیب دینے کے عمل میں اگرچہ لغت نگار اس امر سے باخوبی واقف ہو چکا ہوتا ہے کہ اس کی لغت میں کسی قسم کے الفاظ کی بہتات ہے اور کہاں کہاں کمی ہے۔ وہ اپنی اس کمی کو لفظی اندراج سے قبل پورا کر سکتا ہے۔

کسی زبان کی لغت میں اس زبان کے آغاز سے زمانہ اندارج تک کے تمام کلموں، محاوروں ، کہاوتوں اور ضرب الامثال وغیرہ کو سمیٹ لینا عملاً ممکن نہیں ہوتا، تاہم کسی قدیم دور کا تعین کر کے اس کے بعد کے سرمایۂ الفاظ کی فہرست اور وضاحت کی جا سکتی ہے۔ ان کے صوتی و معنیاتی تغیرات اور متروکات کے ادوار کی نشان دہی ہو سکتی ہے۔ دخیل الفاظ کے اصل سرچشموں اور ان کے صوتی و معنیاتی سفر کی روداد بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے اور ماقبل ادوار کی زبان کی الگ لغت مرتب کی جا سکتی ہے۔ حیات و کائنات کے مختلف مظاہر، جمادات، نباتات، حیوانات وغیرہ کی انواع و اقسام اور درختوں، پودوں، پھولوں، پھلوں، سبزیوں وغیرہ کے نام بھی زبان کا سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان

سب کو لغت میں جگہ ملنی چاہیے۔ اسمائے معرفہ اور اعلام لغت کا حصہ تو نہیں ہوتے لیکن ان میں سے بعض کی تلمیحاتی اور ادبی قدر بھی ہوتی ہے۔ بعض سے دوسرے اجزائے کلام صفت، فعل، اسم وغیرہ بنا لیے جاتے ہیں۔ یوں وہ بول چال اور ادب میں رائج ہو جاتے ہیں۔ لغت ان کے بغیر بھی مکمل نہیں ہو سکتی۔ اس حوالے سے خلیل صدیقی کا کہنا ہے:

"بہت سے اعلام استعارے کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں، انہیں بھی لغت میں جگہ ملنی چاہیئے۔ بعض الفاظ کی غیر مبہم تعریف و تشریح کے لیے مسمٰی کا بیان بھی ضروری ہوتا ہے۔ اس لیے اشیاء کا تفصیلی بیان، جو انسائیکلوپیڈیا کا کام ہے، لغت میں جگہ پالیتا ہے۔"(۱۱)

اس امر کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ذخیرۂ الفاظ مسلسل بدلتا رہتا ہے۔ کچھ الفاظ استعمال سے جاتے رہتے ہیں اور کچھ نئے الفاظ شامل ہوتے رہتے ہیں۔ کچھ لغات میں متروک الفاظ کو حذف کرنا ہوتا ہے اور ایک معیاری لغت میں انہیں برقرار بھی رکھنا ہوتا ہے کیونکہ ادبیات میں متروک الفاظ باقی رہتے ہیں۔

اکثر اوقات زبانوں میں روزانہ نئے الفاظ جاری ہوتے رہتے ہیں اور اسی تواتر سے بعض الفاظ مرتے بھی رہتے ہیں۔ لغت نگار کو ان کی طرف بھی توجہ کرنا ضروری ے اس لیے محققین کی رائے ہے کہ لغت پر دو تین سال میں نظر ثانی کرنی چاہیے۔ اور ہر دس سال بعد از سر نو لکھنی چاہئے۔ اندراج الفاظ کے سلسلے میں ڈاکٹر گیان چند جین کچھ یوں رائے رکھتے ہیں:

"بہت سے الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو کسی زبان کے علاقے میں بولے جاتے ہیں لیکن تحریر ی طور پر استعمال میں نہیں لائے جاتے۔ ہر معیاری زبان کی ذیلی بولیاں یا تقریری گروپ ایسے الفاظ فراہم کر سکتا ہے۔ بعض مصنف مثلاً میر امن، نظیر اکبر آبادی، جوش ملیح آبادی، ایسے تقریری الفاظ تحریر میں استعمال کرتے ہیں۔ ان میں سے کن کو معیاری زبان کی لغت میں جگہ دی جائے اور کن کو نہیں اس معاملے میں لغت نگار کو بہت احتیاط اور وسعتِ معلومات کی ضرورت ہے۔"(۱۲)

اِندراج الفاظ کے سلسلے میں لغت نگار کے لیے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ مادر یا ماخذ زبانوں کے جو الفاظ مشتق زبان کی تحریروں میں پائے جاتے ہیں صرف انہیں کو لیا جائے بقیہ کا اندراج نہ کیا جائے۔ مثلاً اُردو زبان کی لغت میں عربی، فارسی اور انگریزی کے صرف وہ الفاظ شامل

کرنے چاہئیں جو اُردو کتابوں یا دوسری تحریروں میں استعمال ہوتے ہیں ۔ اگر ان کے علاوہ مزید لفظیات کو شامل کیا جائے گا تو لغت کی ضخامت میں اضافے کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

یہاں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ بعض اوقات ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے متعدد معنوں میں کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مختلف المعنی لفظ کو ایک لفظ قرار دینا درست نہیں ۔ ہر معنی ایک الگ لفظ کی تعبیر ہوتا ہے، یہ اور بات ہے کہ یہ الفاظ ہم صوت ہوتے ہیں۔ لغت میں ان مختلف معنوں کو ایک ہی لفظ کے ذیل میں درج نہیں کیا جانا چاہیئے۔ پروفیسر خلیل صدیقی بھی یہی رائے رکھتے ہیں:

> ”ہر معنی کے حامل لفظ کا الگ اندراج اور الگ تشریح ضروری ہے۔ کثیر المعنی اور مختلف المعنی الفاظ کے فرق کی ایک کسوٹی، معنوں کا بنیادی تعلق یا بے تعلق ہے اور دوسری اشتقاقیاتی تحقیق۔ دو ہم صوت مختلف المعنی الفاظ ایک ہی اصل یا ماخذ سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو انہیں الگ الگ الفاظ سمجھ کر اندراج اور وضاحت کرنا چاہیئے۔“(۱۳)

اِندراجِ الفاظ کے ضمن میں سب سے اہم معاملہ لفظ کے املا کا ہوتا ہے بہت سے الفاظ کا املا طے ہوتا ہے لیکن متعدد کا مختلف فیہ ہوتا ہے۔ مختلف زبانوں اور علاقوں میں لفظوں کا املا تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر برطانیہ اور امریکہ میں بہت سے الفاظ کا املا مختلف ہے۔ لغت نگار کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ الفاظ کی املائی صورت کا تعین کرے۔

(۴) تلفظِ الفاظ

کسی بھی زبان میں کسی لفظ کے طرزِ ادا اور صوتی آہنگ کو تلفظ کہا جاتا ہے۔ لغت نگار کی یہ بھی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اِعراب یا علامتوں کے ذریعے درست تلفظ کی نشان دہی کرے۔ لغت نگار کی اس ذمہ داری کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر نذیر احمد لکھتے ہیں:

> ”ضبط تلفظ بھی لغت نویس کا اہم فریضہ ہے اور لفظ کے ماخذ کا تعین کرنا بھی۔ لغات میں تلفظ کی نشان دہی کے دو پہلو ہیں۔ اوّل تلفظ کا تعین اور دوسرا تلفظ کو ادا کرنا۔ دلی اور لکھنو میں علاقوں کے فاصلے کے ساتھ ساتھ تلفظ بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ معیاری لغت کے لیے ضروری ہے کہ اگر کسی لفظ کا تلفظ متفق فیہ ہے تو اسے لکھا جائے اور اگر وہ متنازع فیہ ہے تو تمام متبادل تلفظ درج کیے جائیں۔“(۱۴)

اُردو زبان میں عربی اور فارسی کے بہت سے الفاظ ترمیم کر کے بولے جاتے ہیں لیکن لغت میں اصل عربی و فارسی تلفظ ہی درج کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سوال کو س مضموم سے، موسم کو س مکسور سے، تجربے کو رائے مکسور سے، طرح، صبح اور شمع وغیرہ کو سکون اوسط سے لکھا جاتا ہے حالانکہ تمام اُردو خواں طبقہ اِن الفاظ کو کسی اور طرز سے ادا کرتا ہے۔ ان تمام معاملات سے بہتر طور پر عہدہ برا ہونے کے لیے لغت نگار کے مطالعے کا وسیع ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ سید قدرت نقوی کے مطابق:

"لُغت نگار لفظوں کے مختلف روپ اور ان میں املائی تبدیلیوں کو جانتا ہو کیوں کہ اِن میں کوئی فرق ملحوظ نہ ہو تو مغالطہ پیدا ہو جاتا ہے اور ہر املائی روپ کو ایک جداگانہ لفظ قرار دے دیا جاتا ہے۔ اِملائی فرق تغیر لہجے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لہجے کا تغیر غیر قوموں یا غیر رسم الخط سے ظہور میں آتا ہے۔ زبان کے عمیق و دقیق مطالعے کے لیے اِس فرق کا ظاہر کرنا بھی ضروری ہے۔ ہر زبان اپنے آس پاس کی زبانوں اور بولیوں سے کافی حد تک اثر قبول کرتی ہے۔ لغت نگار ان اثرات سے واقف ہو۔ اِن بولیوں سے در آمد اثرات، اَلفاظ، صرفی و نحوی تغیرات کی نشان دہی ضروری ہے۔ (۱۵)"

عام طور پر اُردو لغت کے مرتبین اسی میں عافیت دیکھتے ہیں کہ کئی صدی پہلے کا تلفظ درج کر دیتے ہیں۔ حالانکہ چاہیے یہ کہ اوّل موجودہ تلفظ دیا جائے بعد میں صراحت کر دی جائے کہ اصل کے اعتبار سے اس لفظ کا تلفظ یہ تھا۔ انگریزی لغات کے مقدمے میں تصریح کر دی جاتی ہے کہ کس کس آواز کو کس کس علامت سے ادا کیا جائے گا۔ بہترین صورت تو یہ ہوتی ہے کہ بین الاقوامی صوتی رسم الخط میں تلفظ دیا جائے۔ لیکن چونکہ یہ خط عام فہم نہیں اس لیے روایتی رسم الخط ہی میں کچھ نشانوں کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اُردو میں مختلف اعراب اور جزم کے نشانات صحت سے لگائے جائیں تو تلفظ زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن اُردو حروف محض ایک جزو کی صورت لکھے جاتے ہیں اس لیے محض اعراب کافی نہیں ہوتے بلکہ الفاظ میں صراحت کرنی پڑتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ لفظی صراحت بہت جگہ لیتی ہے اس لیے نشانات کے ذریعے تلفظ کی وضاحت بہت بہتر عمل ثابت ہو سکتا ہے۔

(۵) قواعدی وضاحت

لغت نگاری میں تلفظ کی وضاحت کے بعد قواعدی وضاحت کا مرحلہ آتا ہے۔ یہ معاملہ خاصا اہم ہوتا ہے لفظ کی تلفظ اور قواعد کے ذریعے خاصی حد تک وضاحت ہو جاتی ہے یوں لغت کا بنیادی مقصد کہ لفظوں کے مفہوم کو واضح کرنا تک مکمل رسائی کے لیے یہ کام اپنی جگہ خاصا اہمیت کا حامل ہے۔ ہر لفظ جہاں وسیع مفہوم کا حامل ہوتا ہے وہاں وہ کوئی نہ کوئی قواعدی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین قواعدی وضاحت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "تلفظ کی صراحت کے بعد لفظ کا قواعدی گروہ واضح کیا جاتا ہے۔ یعنی کہ یہ لفظ فعل ہے یا اسم، فعل لازم ہے یا متعدی وغیرہ۔ اُردو میں لفظ کی تذکیر و تانیث کا اندراج بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ اُردو میں جنس کی مطابقت بہت ضروری ہے۔"[۱۶]

زندہ زبان ہمیشہ دوسری زبانوں سے متاثر ہوتی ہے اور اِن سے کسب فیض بھی کرتی ہے۔ اِس عمل کے دوران ہمیشہ دوسری زبانوں کے بہت سے الفاظ کسی زبان میں راہ پا جاتے ہیں۔ ایسے دخیل الفاظ کے لیے ان لفظوں کی وضاحت، ان کے حقیقی ماخذ کی نشان دہی، ان کے اشتقاقی مادوں تک رسائی اور ان کی قواعدی حیثیت کا تعین ضروری معاملہ ہوتا ہے۔ کیوں کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں استعمال ہونے والے لفظ میں بعض تبدیلیاں اس کے مفہوم کو تبدیل کر دیتی ہیں۔ پروفیسر خلیل صدیقی کو پلیٹس کی لغت میں یہ خوبیاں واضح نظر آتی ہیں، لکھتے ہیں:

> "پلیٹس کو یہ حقیقت معلوم تھی کہ اُردو اور ہندی میں کن صلات کا کیا کردار ہے۔ صلات کی تبدیلی معنی میں کیا تغیر کر دیتی ہے۔ کن صلات کے ذریعے بالواسطہ متعدی یا لازم افعال اور مفعول کی متابعت معلوم ہوتی ہے۔ اِس نے افعال یا دوسرے الفاظ کے ساتھ استعمال ہونے والے صلات سے رونما ہونے والے معنی اور صلات کی تبدیلیوں سے معنیاتی تغیرات کی وضاحت بھی کی ہے۔ لفاظ کے روپ، جتھوں اور قواعدی زمروں کی نشان دہی بھی کی ہے۔"[۱۷]

(٦) معانی اور تشریح الفاظ

ترتیب و تدوین لغت میں سب سے اہم مرحلہ لفظیات کے معانی کا بیان اور تشریح ہے۔ کیوں کہ لغت کا بنیادی مقصد اور غرض و غایت ہی یہ ہے کہ کسی زبان کے الفاظ کی سادہ تر انداز میں

تفہیم و تشریح کی جائے کہ ایک عام کم پڑھا لکھا شخص یا کسی غیر زبان سے تعلق رکھنے والا فرد اسے احسن طریقے سے سمجھ سکے۔ لغت کی اسی غرض وغایت کا تذکرہ مالک رام یوں کرتے ہیں:

> ''لغت مجموعہ ہے کسی زبان کے الفاظ کا اور لغت کا بنیادی فرض، الفاظ کے معانی پیش کرنا ہے۔''(۱۸)

اَلفاظ کے معانی کا بیان اور تشریح نگاری کا مرحلہ خاصا نازک اور اہم ہوتا ہے۔ الفاظ جن تصورات کی ترجمانی کے لیے استعمال ہوتے ہیں، ان میں سے بعض خاصے مشکل ہو سکتے ہیں۔ ان تمام تصورات کی ایسی تشریح جو عام قاری کے لیے آسان ہو، خاصا مشکل کام ہے۔ لطیف و باریک معنی و مفہوم کو سامنے لانے کے لیے زبان پر قدرت، وسعتِ مطالعہ، محلِ استعمال اور سیاق و سباق کی مدد سے اخذ و استنباط کی صلاحیت، وسیع النظری اور بر محل مثالوں سے کام لینے کا سلیقہ ضروری ہے۔ ایک لفظ سمجھانے کے یے دوسرا لفظ لکھ دیا جائے تو دوسرے کے مفہوم کے لیے پہلے کا اندراج درست نہیں۔

ضبط معانی کی راہ میں بہت سی دشواریاں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک لفظ، ایک سیاق جو معنی دیتا ہے، دوسرے سیاق میں اس سے الگ مفہوم میں آتا ہے۔ یعنی ایک مفہوم میں ایک بار سے زیادہ مستعمل نہیں ہوتا۔ دوسری دقت یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ مفہوم بدلتا رہتا ہے۔ بعض مفاہیم ختم ہو جاتے ہیں اور بعض نئے پیدا ہو جاتے ہیں۔ لغت کو ان کی صراحت کرنی چاہیے۔ تیسری مشکل یہ کہ علاقہ، طبقہ، گروہ، مخصوص علم اور موضوع کے ساتھ ساتھ لفظ کے معنی بدل دیتے ہیں۔ ان سب کی نشان دہی کرنا بھی ضروری ہوتی ہے۔ محمد ذاکر اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> "مندرجات یا الفاظ لغت کے معنی یا ان کی تعریف و تشریح لغت کا اہم ترین حصہ ہے۔ اس میں ترجیح اس معنی یا مفہوم کو دینی چاہیئے جو سب سے زیادہ مروج ہے۔ اس کے بعد ان مفاہیم کو جگہ دینی چاہئے جو کسی ایک علاقے گروپ یا مخصوص صورت حال سے متعلق ہوں۔ لغت میں مندرجات کے مترادفات سے زیادہ ان کی توضیح کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں ان کے امتیازی مفاہیم پر توجہ دینی ضروری ہے۔''(۱۹)

معانی اور تشریح کے اندراج کے وقت کسی بھی معیاری لغت میں ترتیب کو ہی ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حقیقی معنی دیئے جائیں، اس کے بعد عام مستعمل معنی، اس کے بعد مزید تشریح اور وضاحت کی ضرورت ہو تو وہ کی جائے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے بعد

ڈایا گرام اور تصویروں اور خاکوں کو شامل کیا جائے۔ بہت سے محققین اور ماہرین علم اللغات اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے حقیقی معنی ہی درج کیے جائیں۔

ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی نے معانی کے بیان اور تشریح و توضیح کے لیے چند ترتیبیں اخذ کی ہیں جن میں سے کسی ایک کو اختیار کر کے ایک معیاری لغت مرتب کی جاسکتی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے بیان کردہ طریقہ کار کا تذکرہ کرتے ہیں کہ کون کون سی صورتوں میں لفظیات کے معنی کی ترتیب قائم کی جاسکتی ہے:

"الف۔ صحیح ترین معنی سب سے پہلے لکھے جائیں۔
ب۔ قدیم ترین معنی سب سے پہلے لکھے جائیں۔
ج۔ مروج معنی سب سے پہلے لکھے جائیں۔
د۔ اگر کسی لفظ کے ایک سے زیادہ معنی مروج ہوں تو (i) قدیم ترین مروج معنی سب سے پہلے درج ہوں۔ (ii) جو سب سے زیادہ مروج ہوں وہ پہلے دیئے جائیں۔ (iii) سب سے کم مروج معنی سب سے پہلے درج ہوں۔ (iv) فصیح ترین مروج معنی سب سے پہلے درج ہوں۔
ہ۔ صحیح ترین معنی اگر مروج نہ ہوں تو انہیں "شاذ" کے ذیل میں درج کریں۔
و۔ صحیح ترین معنی بالکل نظر انداز کر دیئے جائیں، اگر وہ مروج نہ ہوں۔
مرادفات بیان کرتے وقت درج ذیل باتوں کا خیال کرنا ہو گا۔
الف۔ ایک لفظ کا ایک مرادف لکھا جائے۔
ب۔ اگر ایک لفظ کے کئی مرادف لکھنا ضروری ہوں تو بہترین پہلے لکھا جائے۔
ج۔ اگر کسی مرادف کی کئی شکلیں (املا یا تلفظ) ہیں تو ان کا بھی اندراج ضروری ہے۔" (۲۰)

لُغت میں مختلف چیزوں کے اسما میں موجود فرق و امتیاز کو ختم کرنے یا غیر معروف اشیاء کی وضاحت کے لیے شکلیں اور خاکے وغیرہ شامل کرنا ایک بہترین عمل ہے اور یہ لغت کے حسن میں اضافے کا باعث بنتا ہے۔ خلیل صدیقی نے بجا طور پر اِن کی اہمیت بیان کی ہے، لکھتے ہیں:

"ایک ہی دائرہ کار یا حلقہ مفاہیم سے تعلق رکھنے والے اشیاء کے ناموں کی تعریف اور ان کے بیان کے ساتھ ساتھ خاکوں یا تصویروں کی مدد فرق و امتیاز کی وضاحت کر دیتی ہے۔ مثلاً پھاوڑا اور بیلچہ یکساں طور پر کام آتے ہیں لیکن بناوٹ اور کارکردگی

کے لحاظ سے کچھ مختلف ہوتے ہیں ۔ ان کی تصویریں ان کے اختلاف کی اچھی وضاحت کر سکتی ہیں۔ گویا بعض موقعوں پر لغت کا مصوّر (Illustrated) ہونا کار آمد ثابت ہوتا ہے۔"[۲۱]

حوالہ جات

۱۔ خلیل صدیقی، پروفیسر ،لسانی مباحث، کوئٹہ: زمرد پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء، ص ۳۱۲

۲۔ گیان چند جین، ڈاکٹر ، عام لسانیات، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان، ۲۰۰۲ء، ص ۵۴۴

۳۔ سلیم اختر، ڈاکٹر: اُردو زبان کیا ہے ؟، لاہور: سنگ میل پبلشرز، ۱۹۹۹ء، ص ۲۷۲

۴۔ خلیل صدیقی، پروفیسر: لسانی مباحث، ص ۳۱۳

۵۔ عبداللہ، ڈاکٹر سید (مرتب): نوادرُ الالفاظ، لاہور: ترقی اُردو بورڈ، س ن، ص ۳

۶۔ شان الحق حقی (تقریظ)، کتب لُغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد دوم)، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، جولائی ۱۹۸۶ء، ص ۱

۷۔ مسعود حسین خان ، اُردو لغت نویسی کے بعض مسائل، مشمولہ: اُردو لغت نویسی، مرتبہ: ڈاکٹر رؤف پاریکھ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۱۰ء، ص ۳۲۱

۸۔ خلیل صدیقی، پروفیسر ،لسانی مباحث، ص ۳۲۰

۹۔ عبدالحق، مولوی ڈاکٹر (مقدمہ): لغت کبیر اُردو (حصہ اول)، کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۷ء، ص ۴۶

۱۰۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، عام لسانیات، ص ۵۵۱

۱۱۔ خلیل صدیقی، پروفیسر ،لسانی مباحث، ص ۳۲۱

۱۲۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، عام لسانیات، ص ۵۴۹

۱۳۔ خلیل صدیقی، پروفیسر ،لسانی مباحث، ص ۳۲۳

۱۴۔ نذیر احمد، پروفیسر، اُردو لغت نگاری کے مسائل، مشمولہ لغت نویسی کے مسائل، مرتبہ: گوپی چند نارنگ، دہلی: کتاب نما، ۱۹۸۵ء، ص ۱۳

۱۵۔ سید قدرت نقوی: اطرافِ متن، مشمولہ اُردو لغت نویسی، ص ۳۷۱

۱۶۔ گیان چند جین، ڈاکٹر، عام لسانیات، ص ۵۵۳

۱۷۔ خلیل صدیقی، پروفیسر ،لسانی مباحث، ص ۳۳۸

۱۸۔ مالک رام، لُغت نگاری کے مسائل، مشمولہ: لُغت نویسی کے مسائل، ص ۱۴

۱۹۔ محمد ذاکر، معیاری اُردو لغت؛ ایک خیال، مشمولہ اُردو لغت نویسی، ص ۳۹۲

۲۰۔ شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر، اُردو لغات اور لغت نگاری، مشمولہ: اُردو لغت نویسی، ص ۵۸۳

۲۱۔ خلیل صدیقی، پروفیسر ،لسانی مباحث، ص ۳۲۱